خاندان شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ کو

اندوہناک صدمہ

گذشتہ دنوں ۲۷ اپریل ۱۹۹۸ء کو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس اللہ سرہ کی صاحبزادی اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی ہمشیرہ محترمہ کے اچانک انتقال اور ناگہانی رحلت کا واقعہ فاجعہ پیش آیا۔ وہ پشاور کے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں ایک معمولی اپریشن کے بعد بوقت ڈیڑھ بجے اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ ان کی عمر تقریباً ۴۰ سال تھی۔ جوں ہی دارالعلوم میں آپ کی وفات کا بذریعہ لاؤڈسپیکر اعلان ہوا، عصر کا وقت تھا اور نماز عصر کے فوراً بعد تمام طلبہ نے مرحومہ کے ایصال ثواب کیلئے ختم القرآن کا اہتمام کیا۔ ختم قرآن کے بعد مرحومہ کے ماموں حضرت مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ فاضل دیوبند نے اجتماعی دعا فرمائی اور مرحومہ کو انکے روحانی کمالات و اوصاف حمیدہ کے باعث الولدسرّ لابیہ کا مصداق ٹھہرایا۔

موت کا گو ایک وقت معین ہے اور بمصداق فرمان خداوندی ان اجل اللہ اذا جاء لایوخر لوکنتم تعلمون۔ الآیۃ اور اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔

ذوق اس بحر فنا میں کشتی عمر رواں　　جس جگہ پر جالگی بس وہ کنارہ ہوگیا

لیکن جس اندوہناک حالت میں اچانک مرحومہ کی وفات ہوئی۔ اس میں موقعہ پر موجود ڈاکٹروں کی بے توجہی، روایتی لاپرواہی اور غفلت کا بڑا دخل ہے۔

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کب ہے زندگی　　کون رہبر ہو سکے جب خضرؑ پھسلانے لگے

مرحومہ شاہدہ بی بی حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے بھائی نورالحق صاحب کے فرزند الحاج احتشام الحق حقانی صاحب کی اہلیہ تھیں اور اس لحاظ سے بھی مرحومہ کی موت قابل صد افسوس ہے کہ اس کے پسماندگان میں چار چھوٹے اور معصوم بچے ہیں، جن کو گردش دوراں نے زخم یسیری کی تکلیف میں مبتلا کرکے وہ داغ مفارقت دے گئیں اور یوں یہ معصوم کلیاں ماں کے سایہ شفقت سے محروم ہوئیں۔ جوں ہی احباب و متعلقین اور دیگر افراد کو اس واقعہ کا علم ہوا تو حضرت شیخ الحدیثؒ کے خاندان کے ساتھ ہمدردی کے طور پر تعزیت کرنے والوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا اور یہ جانکاہ خبر آناً فاناً جنگل کی آگ کی طرح پورے علاقہ اور گردونواح میں پھیل گئی۔ دوسرے دن صبح تمام اخبارات نے یہ اندوہناک خبر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کی اور ریڈیو پاکستان نے بھی خبروں کے بولٹن میں یہ اعلان نشر کیا۔ جنازے کا وقت ۲۸ اپریل کو صبح ۹ بجے مقرر کیا گیا لیکن وقت سے

پہلے عوام وخواص علماء و دینی مدارس کے اساتذہ وطلباء، سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں الغرض زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کی ایک بہت بڑی تعداد پہنچ چکی تھی۔ دارالعلوم سے متصل مرکزی عیدگاہ اور اسکے ساتھ ملحقہ علاقہ کھچا کھچ بھر چکا تھا جبکہ اندر جانے والے راستے بھی ہجوم کے ہاتھوں ایسے بھر چکے تھے کہ سینکڑوں حضرات جنازہ کی نماز سے محروم رہے۔ جنازہ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے خود پڑھایا اور مرحومہ حضرت شیخ الحدیث کے سرہانے انکی اہلیہ محترمہ یعنی مرحومہ کی والدہ ماجدہ کے پہلو میں سپرد خاک کی گئیں۔ لحد میں جسد خاکی کو دفنانے کے بعد شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ صاحب مدظلہ نے غم واندوہ میں ڈوبے ہوئے مرحومہ کے خویش واقارب رشتہ داروں، علماء، طلباء اور عوام کے عظیم مجمع سے خطاب فرمایا جس میں حضرت شیخ الحدیث کے خاندان کی عظمت۔مرحومہ کے اوصاف اور اس خاندان کی امت مسلمہ پر عظیم احسانات کا تذکرہ فرمایا۔ جوں جوں یہ خبر پھیلتی جارہی ہے تعزیت کرنے والوں کا سلسلہ بڑھتا جارہا ہے اور ابھی تک دوردراز علاقوں سے تعزیت اور فاتحہ خوانی کیلئے لوگ تشریف لارہے ہیں علاوہ ازیں ملک وبیرون ملک سے خطوط، ٹیلگرامز کے ذریعہ مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ تعزیت جاری ہے۔ دل کی گہرائیوں سے ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں اعلیٰ علیین کے مقام ارفع پر فائز فرمادے اور پسماندگان بالخصوص مولانا سمیع الحق صاحب، جناب محمودالحق حقانی، مولانا حافظ انوارالحق، الحاج اظہارالحق، جناب الحاج احتشام الحق حقانی اور دیگر ہمشیرگان واہل خانہ و خاندان کو اس عظیم صدمہ پر صبرواستقامت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین۔

ان للّٰہ مااخذ ولہ ما اعطی - اللھم نور قبرھا وبرد مضجعھا وضریحھا وانزل علیھا شآبیب رحمتک وغفرانک۔

صدر مملکت اور وزیراعلیٰ سرحد کی دارالعلوم آمد

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی صاحبزادی کی وفات پر تعزیت کیلئے تین مئی کو صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے مولانا سمیع الحق صاحب کیساتھ ان کی ہمشیرہ کے سانحہ ارتحال پر تعزیت کی۔ اس موقع پر دارالعلوم کے تمام اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ کثیر تعداد میں تعزیت کیلئے آنے والے مہمان موجود تھے۔ مولانا نے صدر صاحب کی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ جواب میں صدر صاحب نے دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کی دینی اور ملی خدمات کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مرحوم کے پورے عالم

* بقیہ صـ 42 پر